16- سُوْرَةُ النَّحْل

آیات : 128 ...... مَکِّیَّة ...... پیراگراف : 6
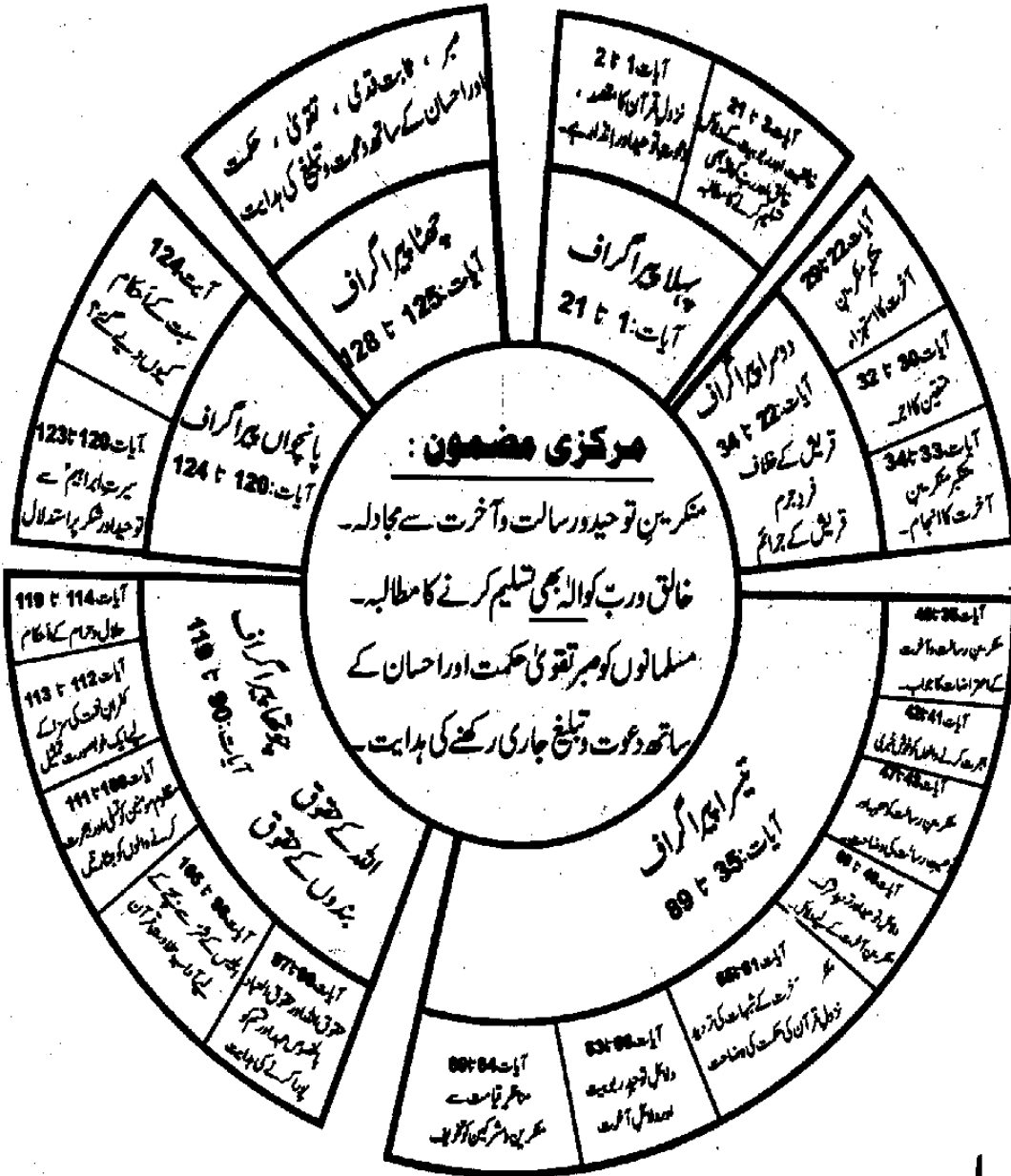
زمانۂ نزول:

سورت ﴿النّحل﴾ رسول اللہ ﷺ کے قیامِ مکہ کے آخری دور (غالباً 12 نبوی) میں، قحط کے اختتام پر، ہجرتِ مدینہ سے پہلے نازل ہوئی، چنانچہ اس سورت میں، مظلوم صابر متوکل مسلمانوں کے لیے ہجرت کی ترغیب ہے۔

بعض آیات دورِ قحط یعنی سات نبوی میں نازل ہوئیں۔ بعض آیات دورِ تشدد میں نازل ہوئیں، جیسے آیت نمبر 106 کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ حضرت عمار بن یاسرؓ کے بارے میں نازل ہوئی تھی (ابن ہشام)، جس میں مسلمانوں کو رخصت دی گئی کہ وہ ایمان پر قلبی ثابت قدمی کے ساتھ، جان بچانے کے لیے زبان سے کلمۂ کفر بھی ادا کر سکتے ہیں۔

سورت کی خصوصیات

1۔ سورت کے آغاز میں توحیدِ خالقیت کے دلائل ہیں، پھر رسالت کی غرض وغایت ﴿ اَنِ اعۡبُدُوا اللّٰهَ وَاجۡتَنِبُوا الطَّاغُوتَ ﴾ بتائی گئی، یعنی تمام رسولوں کو اللہ کی بندگی اور اطاعت اختیار کرنے اور اپنے وقت کی طاغوتی سرکش قیادت سے بچنے کا حکم دیا گیا ہے (آیت:36)۔

2۔ اس سورت میں فرشتوں کی اُلوہیت کا رد بھی ہے (آیت:57)۔

3۔ اس سورت میں مسلم قیادت اور مشرک قیادت کا تقابل بھی موجود ہے اور مشرک قیادت کے خلاف فردِ جرم (Charge sheet) بھی۔

4۔ سورۃ النحل سورۃ الانعام سے پہلے نازل ہوئی، ایسا لگتا ہے کہ یہ اُس کی تمہید ہے، چنانچہ مدینے میں اِسلامی معاشرے کے قیام کے لیے حلال وحرام کے ابتدائی احکام (آیات:115 اور 116)، عدل واحسان کی تعلیم (آیت:90) اور عہدوپیمان کی پاسداری کا سبق بھی دیا گیا ہے۔

سورۃ النحل کا کتابی ربط

1۔ پچھلی سورت سورۃ ﴿الحجر﴾ میں ﴿مُستَهزِئین اور مُجرِمین﴾ کی ہلاکت کا ذکر تھا، یہاں اس سورت ﴿النحل﴾ میں قریش کی مشرک اور مغرور قیادت کے ﴿مُستکبِرین﴾ کا تذکرہ ہے۔

2۔ سورۃ النحل میں ہجرتِ مدینہ کی پیش گوئی بھی ہے اور فضیلت بھی (آیات 41 اور 110) اگلی سورت ﴿بنی اسرائیل﴾ میں باقاعدہ طور پر ہجرت کی دعا سکھائی گئی ہے۔ (آیات 80 اور 81)۔

3۔ تورات کے احکامِ عشرہ کی طرح آخری امت کو احکام دیے گئے ہیں، تاکہ مدینہ منورہ میں ایک اسلامی معاشرت اور اسلامی ریاست کی بنیاد رکھی جاسکے۔

اہم کلیدی الفاظ اور مضامین

1- توحیدِ خالقیت کے دلائل:

سورۃ النحل میں توحیدِ خالقیت کو ثابت کرنے کے لیے جو دلائل آئے ہیں، ان پر غور فرمایئے۔

(a) اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کا ﴿خالِق﴾ ہے، لہٰذا کسی ﴿مخلوق﴾ کو ﴿خالق﴾ کا درجہ دے کر شرک نہیں کیا جا سکتا۔ ﴿خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ بِالۡحَقِّ تَعٰلٰى عَمَّا يُشۡرِكُوۡنَ﴾ (آیت:3)۔

(b) اللہ تعالیٰ نے انسان کو نطفے سے ﴿تخلیق﴾ کیا ہے، لہٰذا انسان کو اپنے ماضی پر غور کر کے اپنے موجودہ خاصمانہ رویے کو ترک کرنا چاہیے۔

﴿ خَلَقَ الۡاِنۡسَانَ مِنۡ نُّطۡفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِيۡمٌ مُّبِيۡنٌ ﴾ (آیت:4)۔

(c) اللہ تعالیٰ منفعت بخش مویشیوں کا بھی ﴿ خالق ﴾ ہے، لہذا ﴿ خالق ﴾ ہی شکر اور عبادت کا مستحق ہو سکتا ہے۔

﴿ وَالْاَنْعَامَ خَلَقَهَا لَكُمْ فِيْهَا دِفْءٌ وَّمَنَافِعُ وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ﴾ (آیت:5)۔

(d) اللہ تعالیٰ نے زینت اور سواری کے لیے گھوڑوں خچروں اور گدھوں کو ﴿ تخلیق ﴾ کیا ہے، اللہ تعالیٰ مستقبل میں بھی ایسی چیزیں ﴿ تخلیق ﴾ کرتا رہے گا، جنہیں ہم نہیں جانتے۔ (آیت:8)

﴿ وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَ لِتَرْكَبُوْهَا وَزِيْنَةً وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴾

(e) اللہ تعالیٰ کے علاوہ جنہیں یہ لوگ پکارتے ہیں، وہ کچھ بھی ﴿ تخلیق ﴾ نہیں کر سکتے، بلکہ وہ خود ﴿ مخلوق ﴾ ہیں۔

﴿وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْـًٔا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ ﴾ (آیت:20)

(f) اللہ تعالیٰ کی ﴿ تخلیق ﴾ کی ہوئی ہر چیز کے سائے بھی، اللہ کو عاجزی سے سجدہ کرتے ہیں۔

﴿اَوَلَمْ يَرَوْا اِلٰى مَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ يَّتَفَيَّؤُا ظِلٰلُهٗ عَنِ الْيَمِيْنِ وَالشَّمَآئِلِ سُجَّدًا لِّلّٰهِ وَهُمْ دٰخِرُوْنَ﴾ (آیت:48)۔

(g) اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو کچھ اس طرح ﴿ تخلیق ﴾ کیا ہے کہ انہیں موت دی جاتی ہے، بعض ارذل العمر کی طرف لوٹا دیے جاتے ہیں کہ جاننے کے بعد کچھ نہ جانیں، لہذا ثابت ہوا کہ ﴿ خالق ﴾ ہی موت دیتا ہے اور وہی حافظے کو چھین سکتا ہے۔ وہی کلی اختیارات کا مالک ہے۔

﴿ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ ثُمَّ يَتَوَفّٰىكُمْ وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰٓى اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْ لَا يَعْلَمَ بَعْدَ عِلْمٍ شَيْـًٔا اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ﴾ (آیت:70)۔

(h) اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو فرمانبردار دیکھنے کے لیے اپنی ﴿ تخلیق ﴾ کردہ چیزوں میں سے سائے بنائے، پہاڑوں میں پناہ گاہیں بنائیں، گرمی اور جنگ کی آفتوں سے بچانے والے لباس بنائے۔ لہذا انسان کو چاہیے کہ وہ اللہ کو خالق مان کر اس کا مسلم اور مطیع فرمان بن جائے۔

﴿ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّمَّا خَلَقَ ظِلٰلًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْجِبَالِ اَكْنَانًا وَّجَعَلَ لَكُمْ سَرَابِيْلَ تَقِيْكُمُ الْحَرَّ وَسَرَابِيْلَ تَقِيْكُمْ بَاْسَكُمْ كَذٰلِكَ يُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْلِمُوْنَ ﴾ (آیت:81)۔

(i) حاصل کلام: انسان اگر غور و فکر سے کام لے تو اس سوال کے جواب کو حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائے گا کہ جو ﴿تخلیق﴾ کر سکتا ہے، کیا وہ ﴿ تخلیق ﴾ کی صلاحیت نہ رکھنے والے کے برابر ہو سکتا ہے؟ یعنی کیا ﴿ خالق ﴾ اور ﴿ غیر خالق ﴾ یعنی خالق اور مخلوق برابر ہو سکتے ہیں؟ لہذا انسان کو چاہیے کہ وہ ﴿ خالق ﴾ اور ﴿ مخلوق ﴾ کے

فرق کو سمجھ کر خالص توحید اختیار کرے۔ مخلوق کو خدا بنا کر اللہ کے ساتھ شرک نہ کرے
﴿ اَفَمَنْ يَّخْلُقُ كَمَنْ لَّا يَخْلُقُ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴾ (آیت:17)۔

2- توحیدِ ربوبیت، توحیدِ الوہیت اور توحیدِ حاکمیت کے دلائل:

سورۃ النحل میں توحید کو ثابت کرنے کے لیے مختلف قسم کے دیگر ﴿دلائل﴾ بھی دیے گئے ہیں، جنھیں ﴿آیۃ﴾ اور ﴿آیات﴾ کا نام دیا گیا ہے اور انسان سے غور وفکر کا مطالبہ کیا گیا ہے، تاکہ وہ اللہ کو ﴿خالق﴾ مان کر ﴿توحیدِ خالقیت﴾ کا، اللہ کو ﴿رب﴾ مان کر ﴿توحیدِ ربوبیت﴾ کا، اللہ کو ﴿إلٰہ﴾ مان کر ﴿توحیدِ الوہیت﴾ کا اور اللہ کو حاکم وشارع مان کر ﴿توحیدِ حاکمیت﴾ کا قائل ہو جائے۔

(a) اللہ تعالیٰ نے اس کرۂ ارضی پر انسانی زندگی کی بقاء کے لیے ہر قسم کے انتظامات کیے ہیں۔ غور کرنے والے ان دلائلِ ربوبیت کی روشنی میں عقیدۂ توحید اختیار کر لیتے ہیں۔ وہی آسمان سے پانی برسا کر ہر قسم کے غلے اور پھل اگاتا ہے۔ لہٰذا غور وفکر سے کام لے کر اس کی ربوبیت کو تسلیم کر کے شکر کا رویہ اپنانا چاہیے۔ ﴿ يُنْۢبِتُ لَكُمْ بِهِ الزَّرْعَ وَالزَّيْتُوْنَ وَالنَّخِيْلَ وَالْاَعْنَابَ وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴾ (آیت:11)۔

(b) اللہ تعالیٰ نے اس کرۂ ارضی پر انسانوں کے لیے جو چیزیں پھیلائی ہیں، ان میں یک رنگی نہیں، بلکہ ہمہ رنگی ہے۔ لذتِ دہن کے علاوہ لذتِ نظر کا بھی سامان کیا گیا ہے۔ لہٰذا ان دلائل کی روشنی میں اس کی قدرت وطاقت کا اعتراف کر لینا چاہیے۔ (آیت:13)

﴿ وَمَا ذَرَاَ لَكُمْ فِى الْاَرْضِ مُخْتَلِفًا اَلْوَانُهٗ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّذَّكَّرُوْنَ ﴾

(c) اللہ تعالیٰ ہی موسمِ خزاں کے بعد بارش کے ذریعے موسمِ بہار میں زمین کو دوبارہ زندہ کر کے سرسبز وشاداب کر دیتا ہے۔ ان دلائل کی روشنی میں اللہ تعالیٰ کی مہربانیوں کو تسلیم کر لینا چاہیے۔ اس کی قدرت کا اعتراف کر لینا چاہیے اور آخرت کی جزاء وسزا کو بھی مان لینا چاہیے۔

﴿ وَاللّٰهُ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ﴾ (آیت:65)

(d) اللہ تعالیٰ ہی نے انسان کو خیر وشر کی آزادی عطا کی ہے۔ پھلوں کے ذریعے بعض لوگ حلال مشروبات تیار کرتے ہیں اور بعض لوگ نشہ آور چیزیں۔ عقل مند شکر کا رویہ اختیار کرتے ہوئے رزقِ حسن پر قناعت کرتے ہیں، جب کہ بے وقوف رزقِ حرام کی طرف مائل ہو جاتے ہیں۔

﴿ وَمِنْ ثَمَرٰتِ النَّخِيْلِ وَالْاَعْنَابِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْهُ سَكَرًا وَّرِزْقًا حَسَنًا اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ

لَاٰیَةً لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ﴾ (آیت:67)۔

(e) اللہ تعالیٰ نے شہد کی مکھی پیدا کی۔ پھر اسے حکم دیا کہ وہ مختلف پھولوں کا رس چوسے اور گلوکوز اور فرکٹوز پر مشتمل شہد بنائے، جس میں انسانوں کے لیے شفا رکھی گئی ہے۔ لہٰذا غور و فکر سے کام لینے والوں کو اللہ تعالیٰ کے دلائلِ حکمت، دلائلِ قدرت اور دلائلِ ربوبیت و رحمت کو تسلیم کر لینا چاہیے۔ (آیت:69)

﴿ثُمَّ كُلِیْ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ فَاسْلُكِیْ سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا یَخْرُجُ مِنْ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِیْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ﴾

(f) اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے لیے ستاروں، چاند اور سورج کو مسخر کر کے ان کے گھومنے کا ایسا انتظام کیا ہے کہ یہ کرۂ ارض رات کو ٹھنڈا اور دن کو گرم ہو جاتا ہے، لہٰذا عقل رکھنے والوں کو اللہ تعالیٰ کی طاقت و قدرت، حکمت و دانائی اور ربوبیت کا قائل ہو کر خالص توحید اختیار کرنا چاہیے۔

﴿وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّیْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمُ مُسَخَّرٰتٌ بِاَمْرِهٖ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ﴾ (آیت:12)

(g) اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کے اندر ایسے قوانینِ توازن و استحکام بنائے ہیں کہ پرندے آسمانوں پر اپنے پر سمیٹ لیتے ہیں، لہٰذا ان دلائل پر ایمان لانے والوں کو اس کی قدرتوں اور حکمتوں کو مان کر خالص توحید اختیار کرنی چاہیے۔

﴿اَلَمْ یَرَوْا اِلَى الطَّیْرِ مُسَخَّرٰتٍ فِیْ جَوِّ السَّمَآءِ مَا یُمْسِكُهُنَّ اِلَّا اللّٰهُ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ﴾ (آیت:79)۔

(h) دلائلِ قرآنی ﴿آیـاتُ اللّٰه﴾ پر غور و فکر نہ کرنے والوں کو ہدایت نصیب نہیں ہوتی، بلکہ وہ دردناک عذاب کے مستحق ہو جاتے ہیں۔ (آیت:104)

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ لَا یَهْدِیْهِمُ اللّٰهُ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ﴾

(i) عقل سے کام نہ لینے والے اور اللہ پر بہتان باندھنے والے جھوٹے لوگ، دلائلِ قرآنی ﴿آیاتُ اللّٰه﴾ پر ہرگز ایمان نہیں لا سکتے۔ (آیت:105)

﴿اِنَّمَا یَفْتَرِی الْكَذِبَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ﴾

3۔ قریشی قیادت کے اوصاف اور فردِ جرم:

اس سورت میں مسلمانوں کی ﴿متقی قیادت﴾ کے مقابلے میں قریش کی ﴿مشرک قیادت﴾ کے اوصاف بیان کیے گئے ہیں۔

(a) سورۃ النحل کی پہلی آیت ہی میں مشرکین کو صاف بتا دیا گیا کہ اللہ تعالیٰ کی بے عیب ذات تم لوگوں کے شرک سے

بہت بلند ہے۔ شرک اور مشرکین کے خاتمے کا فیصلہ ہو چکا ہے۔ آخری رسول ﷺ آخری کتاب کو لے کر آ چکے ہیں۔

﴿ اَتٰۤی اَمۡرُ اللّٰهِ فَلَا تَسۡتَعۡجِلُوۡهُ سُبۡحٰنَهٗ وَتَعٰلٰی عَمَّا یُشۡرِکُوۡنَ ﴾ (آیت:1)۔

(b) اللہ تعالیٰ چونکہ آسمانوں اور زمین کا ﴿ خالق ﴾ ہے، اس لیے وہی معبود ہو سکتا ہے۔ اللہ کی کوئی مخلوق معبود نہیں ہو سکتی۔ مشرکین کے منسوب کردہ غلط عقائد سے اللہ کی بے عیب ذات بہت بلند و بالا ہے۔

﴿ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ بِالۡحَقِّ تَعٰلٰی عَمَّا یُشۡرِکُوۡنَ ﴾ (آیت:3)۔

(c) مشرکین کی الٹی منطق: مشرکین کہتے تھے کہ اللہ کی مرضی یہی تھی کہ ہم اور ہمارے آباء و اجداد اللہ کے ساتھ ﴿ مِن دُوۡنِهٖ ﴾ کی بھی عبادت کریں اور اللہ کی مرضی نہ ہوتی تو ہم حلال و حرام کو چھوڑ کر کسی چیز کو حرام نہ ٹھہراتے۔

﴿ وَقَالَ الَّذِیۡنَ اَشۡرَکُوۡا لَوۡ شَآءَ اللّٰهُ مَا عَبَدۡنَا مِنۡ دُوۡنِهٖ مِنۡ شَیۡءٍ نَّحۡنُ وَلَاۤ اٰبَآؤُنَا وَلَا حَرَّمۡنَا مِنۡ دُوۡنِهٖ مِنۡ شَیۡءٍ کَذٰلِکَ فَعَلَ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ فَهَلۡ عَلَی الرُّسُلِ اِلَّا الۡبَلٰغُ الۡمُبِیۡنُ ﴾ (آیت:35)۔

(d) روزِ قیامت مشرکین اپنے خداؤں کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ سے کہیں گے کہ یہی وہ ہستیاں تھیں، جنہیں ہم اللہ کے بجائے پکارا کرتے تھے اور جن سے دعائیں مانگا کرتے تھے۔ لیکن ان کی یہ باتیں ان پر پھینک دی جائیں گی کہ تم لوگ جھوٹے ہو، شریکوں نے تو اس کا حکم نہیں دیا تھا۔

﴿ وَاِذَا رَاَ الَّذِیۡنَ اَشۡرَکُوۡا شُرَکَآءَهُمۡ قَالُوۡا رَبَّنَا هٰۤؤُلَآءِ شُرَکَآؤُنَا الَّذِیۡنَ کُنَّا نَدۡعُوۡا مِنۡ دُوۡنِکَ فَاَلۡقَوۡا اِلَیۡهِمُ الۡقَوۡلَ اِنَّکُمۡ لَکٰذِبُوۡنَ ﴾ (آیت:86)۔

(e) اللہ تعالیٰ ہی ﴿ کَاشِفُ الضُّرِّ ﴾ ہے، یعنی وہی تکالیف کو دور کرنے والا ہے۔ خود مشرکین مکہ بھی مصیبت میں صرف اللہ ہی کو پکارتے ہیں، لیکن جب تکلیف دور ہو جاتی ہے تو ناشکری اختیار کر کے شرک کرنے لگتے ہیں۔

﴿ ثُمَّ اِذَا کَشَفَ الضُّرَّ عَنۡکُمۡ اِذَا فَرِیۡقٌ مِّنۡکُمۡ بِرَبِّهِمۡ یُشۡرِکُوۡنَ ﴾ (آیت:54)۔

(f) شیطانِ لعین ابلیس کا زور تو بس ان لوگوں پر چلتا ہے، جو اسے اپنا دوست بناتے ہیں اور جو اس کے ساتھ شرک کرنے لگتے ہیں۔

﴿ اِنَّمَا سُلۡطٰنُهٗ عَلَی الَّذِیۡنَ یَتَوَلَّوۡنَهٗ وَالَّذِیۡنَ هُمۡ بِهٖ مُشۡرِکُوۡنَ ﴾ (آیت:100)۔

(g) مشرکین مکہ کو سمجھایا گیا کہ خود تمہارے جدِّ امجد حضرت ابراہیمؑ اپنی ذات میں ایک امت تھے، اللہ کے سچے اور یکسو فرمانبردار (سچے موحد تھے) مشرکین میں سے نہیں تھے۔

﴿ اِنَّ اِبۡرٰهِیۡمَ کَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ حَنِیۡفًا وَلَمۡ یَکُ مِنَ الۡمُشۡرِکِیۡنَ ﴾ (آیت:120)

(h) رسول اللہ ﷺ پر اسی لیے وحی کی گئی کہ وہ یکسو ہو کر اپنے جدِّ امجد حضرت ابراہیمؑ کی پیروی کریں، جو مشرک

نہیں تھے۔ (آیت:123)

﴿ ثُمَّ اَوۡحَيۡنَآ اِلَيۡكَ اَنِ اتَّبِعۡ مِلَّةَ اِبۡرٰهِيۡمَ حَنِيۡفًا ؕ وَمَا كَانَ مِنَ الۡمُشۡرِكِيۡنَ ﴾

4۔ توحید کی تکمیل طاغوت کے انکار کے بغیر ناممکن ہے:

تمام رسولوں کی بعثت کا مقصد یہی تھا کہ انسانوں کو اللہ کی بندگی، عبادت اور اطاعت کا حکم دیں اور اپنے دور کی سرکش اور طاغوتی قوتوں کی اطاعت اور پیروی سے روکیں۔ (آیت:36)

﴿وَلَقَدۡ بَعَثۡنَا فِىۡ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوۡلًا اَنِ اعۡبُدُوا اللّٰهَ وَاجۡتَنِبُوا الطَّاغُوۡتَ﴾

5۔ ﴿مِن دُونِ اللّٰه﴾ اور ﴿غیرُ اللّٰه﴾ کے شرک کی تردید:

اس سورت میں ﴿اللہ﴾ اور ﴿مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ﴾ اور ﴿غیرُ اللّٰه﴾ کا تقابلی جائزہ لے کر شرک کی تردید کی گئی ہے۔

(a) ﴿مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ﴾ خود مخلوق ہیں، کوئی چیز پیدا نہیں کر سکتے، لہذا ان سے دعا مانگنا حرام ہے۔ اللہ خالق ہے، اسی سے مانگا جا سکتا ہے۔

﴿ وَالَّذِيۡنَ يَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ لَا يَخۡلُقُوۡنَ شَيۡـًٔا وَّهُمۡ يُخۡلَقُوۡنَ ﴾ (آیت:20)۔

(b) ﴿مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ﴾ کسی معمولی رزق کا اختیار بھی نہیں رکھتے اور نہ استطاعت رکھتے ہیں۔ یہ سارے اختیارات اللہ کے پاس ہیں۔

﴿ وَيَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمۡلِكُ لَهُمۡ رِزۡقًا مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ شَيۡـًٔا وَّلَا يَسۡتَطِيۡعُوۡنَ﴾ (آیت:73)۔

(c) ﴿غیرُ اللّٰه﴾ کا خوف اور تقویٰ ناجائز ہے، خوف اور تقویٰ تو صرف اللہ کا ہی اختیار کیا جا سکتا ہے، جو آسمانوں اور زمین کا مالک ہے اور جس کی اطاعت اور فرمانبرداری ہمیشہ اور مسلسل ہم پر واجب اور لازم ہے۔ (آیت:52)

﴿ وَلَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَلَهُ الدِّيۡنُ وَاصِبًا ؕ اَفَغَيۡرَ اللّٰهِ تَتَّقُوۡنَ ؟﴾

(d) ﴿غیر اللّٰه﴾ کے نام کا ذبیحہ حرام ہے۔ جانوروں پر صرف اللہ کا نام لے کر ذبح کیا جا سکتا ہے۔ (آیت:115)

﴿ اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيۡكُمُ الۡمَيۡتَةَ وَالدَّمَ وَلَحۡمَ الۡخِنۡزِيۡرِ وَمَاۤ اُهِلَّ لِغَيۡرِ اللّٰهِ بِهٖ﴾

6۔ ﴿انکارِ آخرت﴾ کی تردید اور اثباتِ آخرت کے دلائل:

اس سورت میں آخرت کے حوالے سے مشرکین مکہ کی قیادت کی سوچ کا جائزہ لے کر اثباتِ آخرت کے دلائل پیش کیے گئے ہیں۔

مشرکین مکہ اللہ کی کڑی کڑی قسمیں کھا کر یہ کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ مرنے والوں کو ہرگز زندہ نہیں کرے گا۔ یہ ان کا

عقیدۂ انکارِ آخرت تھا۔

﴿ وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ ۙ لَا يَبْعَثُ اللّٰهُ مَنْ يَّمُوْتُ ﴾ (آیت:38)۔

(a) ﴿ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ﴾ جن سے دعائیں مانگی جاتی ہیں، مردہ ہیں، زندہ نہیں ہیں، وہ بے چارے تو بھی نہیں جانتے کہ وہ کب تک عالمِ برزخ میں پڑے رہیں گے؟ اور قیامت کب برپا ہوگی؟ اور کس دن قبروں سے اٹھائے جائیں گے؟

﴿ اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَآءٍ ۚ وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ﴾ (آیت:21)۔

(b) روزِ قیامت ہر امت میں سے ایک گواہ اٹھایا جائے گا، کافروں کو نہ تو عذر پیش کرنے کی اجازت دی جائے گی اور نہ یہ فرمائش ہوگی کہ وہ اللہ کو راضی کرلیں۔ (آیت:84)

﴿وَيَوْمَ نَبْعَثُ مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا ثُمَّ لَا يُؤْذَنُ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ﴾

(c) روزِ قیامت ہر قوم میں سے ایک شہید یعنی گواہ اٹھایا جائے گا اور مشرکین مکہ کے خلاف رسول اللہ ﷺ کو بطور گواہ اٹھایا جائے گا (جن پر قرآن نازل کیا گیا ہے) کہ انہوں نے آپ ﷺ اور قرآن کی دعوت کو مسترد کر دیا ہے، جو سراسر ہدایت اور رحمت ہے۔

﴿ وَيَوْمَ نَبْعَثُ فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا عَلَيْهِمْ مِّنْ اَنْفُسِهِمْ وَجِئْنَا بِكَ شَهِيْدًا عَلٰى هٰۤؤُلَآءِ ۚ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ﴾ (آیت:89)۔

(d) آخرت پر ایمان نہ لانے والے لوگوں کے دل (دعوتِ توحید کے لیے) منکر ہوتے ہیں اور ایسے لوگ ﴿ مغرور اور متکبر ﴾ ہوتے ہیں۔

﴿ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ قُلُوْبُهُمْ مُّنْكِرَةٌ وَّهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ ﴾ (آیت:22)۔

(e) متقی اور پرہیزگار لوگ آخرت پر ایمان لاتے ہیں ان کے لیے دارِ آخرت جنت ہے اور یہ ﴿ دارُ المتقین ﴾ ہے۔

﴿ وَقِيْلَ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا مَاذَآ اَنْزَلَ رَبُّكُمْ ۚ قَالُوْا خَيْرًا ۗ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ۚ وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ ۚ وَلَنِعْمَ دَارُ الْمُتَّقِيْنَ ﴾ (آیت:30)۔

(f) ہجرت کرنے والے مظلوم مسلمانوں کو دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی بہترین ٹھکانہ اور اجر دیا جائے گا۔

﴿ وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِي اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً ۚ وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ﴾ (آیت:41)

(g) آخرت پر ایمان نہ لانے والوں کے لیے بری تمثیلیں ہو سکتی ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے لیے بہترین تمثیل کیونکہ وہ بہترین صفات سے متصف ہے۔ (آیت:60)

﴿لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ مَثَلُ السَّوْءِ وَلِلّٰهِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ﴾

(h) کافروں کے لیے عذاب عظیم اور اللہ کا غضب ہوگا، کیونکہ انہوں نے دنیا کی زندگی کو آخرت کی زندگی پر ترجیح دی۔

﴿ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ وَاَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ﴾ (آیت:107)

(i) آخرت کا انکار کرنے والے لوگ ہی آخرت میں لازماً خسارے اور نقصان سے دوچار ہو کر رہیں گے۔

﴿لَا جَرَمَ اَنَّهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ﴾ (آیت:109)

(j) مشرکین مکہ کو بتایا گیا کہ ان کے جدّ امجد حضرت ابراہیمؑ عقیدۂ توحید کی وجہ سے دنیا میں بھی بھلائیوں کے مستحق ٹھہرے اور آخرت میں بھی صالحین کے زمرے میں شامل ہوں گے۔

﴿وَاٰتَيْنٰهُ فِى الدُّنْيَا حَسَنَةً وَاِنَّهٗ فِى الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ﴾ (آیت:122)۔

7. قریشی قیادت کا غرور ﴿استکبار﴾:

اس سورت میں قریشی قیادت کے غرور کا پردہ چاک کیا گیا۔

(a) قریشی قیادت ﴿متکبر﴾ ہے، چنانچہ دعوتِ توحید کو مسترد کر چکی ہے اور آخرت پر ایمان نہیں لاتی۔

﴿اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ قُلُوْبُهُمْ مُّنْكِرَةٌ وَّهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ﴾ (آیت:22)۔

(b) قریشی قیادت کو بتایا گیا کہ اللہ ان کے دلوں کے رازوں سے بھی واقف ہے۔ وہ ﴿متکبر﴾ لوگوں سے ہرگز محبت نہیں کرتا۔ (آیت:23)

﴿لَا جَرَمَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِيْنَ﴾

(c) قریشی قیادت کو خبردار کیا گیا کہ ان کے ﴿تکبر﴾ کا لازمی نتیجہ دوزخ کا دائمی عذاب ہوگا۔

﴿فَادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا فَلَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ﴾ (آیت:29)

(d) قریشی قیادت کو سمجھایا گیا کہ اللہ تعالیٰ انسانوں کی بندگی اور ان کے سجدوں کا محتاج نہیں ہے۔ زمین آسمان کی ہر چیز اس کی مطیع فرمان ہے۔

فرشتے بھی ہردم اس کا حکم بجالاتے ہیں اور وہ کسی قسم کے ﴿غرور و تکبر﴾ کا مظاہرہ نہیں کرتے۔ (آیت:49)

﴿وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ مِنْ دَآبَّةٍ وَّالْمَلٰٓئِكَةُ وَهُمْ لَا

يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴾

(e) قریش کو ماضی سے سبق حاصل کرنے کا مشورہ دیا گیا کہ پچھلی قوموں نے اپنے برے اعمال کا مزہ چکھا، وہ بھی اللہ کی آیات کو ہنسی مذاق میں اڑا دیتے اور ﴿استہزاء﴾ سے کام لیتے۔

﴿ فَاَصَابَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا عَمِلُوْا وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴾ (آیت:34)۔

8۔ رسول اللہ ﷺ اور نو مسلم صحابہؓ کے اوصاف تقویٰ:

اس سورت میں مسلمانوں کو ﴿ متقین ﴾ کے خطاب سے نوازا گیا ہے اور ان کے اجر کی تفصیلات بیان کی گئی ہیں۔

(a) توحید پرست ﴿ متقی ﴾ اور محسن لوگوں کو دنیا کی بھلائیاں بھی عطا کی جائیں گی اور جنت بھی۔ جنت ﴿دَارُ الْاٰخِرَةِ﴾ بھی ہے اور ﴿ دَارُ الْمُتَّقِيْنَ ﴾ بھی۔ ﴿ وَقِيْلَ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا مَا ذَآ اَنْزَلَ رَبُّكُمْ قَالُوْا خَيْرًا لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ" وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ" وَلَنِعْمَ دَارُ الْمُتَّقِيْنَ﴾ (آیت:30)۔

(b) ﴿اللہ کا تقوی﴾ اختیار کرنے والے ﴿متقین﴾ کے لیے جنت کے باغات ہوں گے۔

﴿ جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ لَهُمْ فِيْهَا مَا يَشَآءُوْنَ كَذٰلِكَ يَجْزِي اللّٰهُ الْمُتَّقِيْنَ ﴾ (آیت:31)۔

(c) توحید کی تکمیل کا تقاضا یہ ہے کہ صرف ﴿اللہ کا تقوی﴾ اختیار کیا جائے۔ رسولوں پر ذمہ داری عائد کی جاتی ہے کہ وہ توحید اختیار کرنے کے لیے لوگوں میں ﴿ اِنذار ﴾ کریں، انہیں متنبہ اور خبردار کریں۔

﴿ يُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ بِالرُّوْحِ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖٓ اَنْ اَنْذِرُوْٓا اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاتَّقُوْنِ ﴾ (آیت:2)۔

(d) مشرکین سے سوال کیا گیا کہ کیا وہ ﴿اللہ کا تقوی﴾ اختیار کرنے کے بجائے ﴿غَيْرُ اللّٰهِ کا تقوی﴾ اختیار کرنا چاہتے ہیں؟ جب کہ اللہ تعالی آسمانوں اور زمینوں کا خالق و مالک ہے اور مسلسل لگاتار اسی کی اطاعت اور فرمانبرداری واجب اور لازم ہے۔ (آیت:52)

﴿ وَلَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ، وَلَهُ الدِّيْنُ وَاصِبًا ، اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَتَّقُوْنَ؟ ﴾

(e) آخری آیت میں مسلمانوں کو تسلی اور بشارت دی گئی کہ وہ اپنے آپ کو اکیلا اور تنہا محسوس نہ کریں، اللہ ان کے ساتھ ہے، کیونکہ وہ ﴿اللہ کا تقوی﴾ اختیار کرنے والے اور حسنِ عمل سے کام لینے والے صاحب ایمان لوگ ہیں۔

﴿ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ ﴾ (آیت:128)۔

9۔ ہجرت مدینہ کی بشارت اور ہجرت کی فضیلت:

(a) مکے کے مظلوم مسلمانوں کو خوشخبری دی گئی کہ اللہ تعالیٰ انہیں دنیا کے اندر مدینۂ منورہ میں بہترین ٹھکانہ عطا فرمائے گا، لیکن ساتھ میں یہ بات بھی ذہن نشین کرائی گئی کہ آخرت کا اجر ہی زیادہ اہمیت کا حامل ہے۔

﴿وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِي اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ﴾ (آیت:41)۔

(b) مکے کے مظلوم مسلمان کو جو آزمائشوں سے دوچار کیے گئے تھے، انہیں خوشخبری دی گئی کہ ہجرت مدینہ کے بعد جہاد اور صبر واستقامت سے کام لینے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ انہیں اپنے رحم اور اپنی مغفرت کی دولت سے نوازے گا۔

﴿ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ هَاجَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا فُتِنُوْا ثُمَّ جٰهَدُوْا وَصَبَرُوْٓا اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ (آیت:110)۔

10۔ حضرت ابراہیمؑ کی طرح شکرانِ نعمت کا مطالبہ:

(a) اس سورت میں مشرکین مکہ سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ اپنے جدّ امجد اور توحید کے علمبردار حضرت ابراہیمؑ کی پیروی اختیار کرتے ہوئے شرک چھوڑ کر خالص توحید اختیار کریں۔ رزقِ حرام کے بجائے پاک اور حلال چیزیں استعمال کریں ناشکری کے بجائے اللہ کی نعمتوں پر شکر ادا کریں، ورنہ یہی سمجھا جائے گا کہ جس کا شکر ادا کیا جا رہا ہے، اسی کی عبادت ہو رہی ہے اور جس کی ناشکری کی جا رہی ہے، اس کی عبادت کے دعوے بھی کھوکھلے ہیں۔

﴿فَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا ۠ وَّاشْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ﴾ (آیت:114)

(b) ایک خوبصورت تمثیل کے ذریعے قریش کو دھمکی دی گئی کہ ان کی ناشکریوں، نمک حرامیوں اور ملمع سازیوں کے سبب انہیں اللہ تعالیٰ بھوک اور خوف کے لباس کی سزا دے سکتا ہے۔ (آیت:112)

﴿وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ اٰمِنَةً مُّطْمَئِنَّةً يَّاْتِيْهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِاَنْعُمِ اللّٰهِ فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ﴾

(c) قریش کو بتایا گیا کہ خود ان کے جدّ امجد حضرت ابراہیمؑ اللہ کی نعمتوں کے شکر گذار تھے، چنانچہ انہوں نے شرک کو ترک کر کے خالص توحید اختیار کی، اس لیے اللہ نے انہیں امامت کے لیے چن کر برگزیدہ کر دیا اور توحید کی صراطِ مستقیم پر گامزن کر دیا۔ لہٰذا انہیں بھی ناشکری چھوڑ کر توحید اختیار کرنا چاہیے۔

﴿شَاكِرًا لِّاَنْعُمِهٖ ۭ اِجْتَبٰىهُ وَهَدٰىهُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ﴾ (آیت:121)۔

11۔ اللہ کے حقوق ادا کرنے اور ﴿عهد الله﴾ کی تکمیل کرنے کا مطالبہ:

(a) اللہ کے ساتھ کیے گئے ﴿عہد﴾ کو پورا کرنے کی ہدایت کی گئی۔

﴿وَاَوْفُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ اِذَا عٰهَدْتُّمْ وَلَا تَنْقُضُوا الْاَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيْدِهَا﴾(آیت:91)

(b) یہ بھی مطالبہ کیا گیا کہ دنیاوی مفادات اور چند ٹکوں کے لیے ﴿اللہ کے عہد﴾ کو پس پشت نہ ڈالا جائے۔

﴿وَلَا تَشْتَرُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا﴾ (آیت:95)۔

قریش کی مشرک قیادت اور صحابہؓ کی مسلم قیادت کا موازنہ

مندرجہ بالا دلائل کی روشنی میں سورۃ النحل کی آیات سے مسلم اور مشرک قیادت کا تقابل ایک اجمالی نظر میں ملاحظہ فرمایئے:

موضوع اور حوالہ جات	قریش کی مشرک قیادت	مسلمان قیادت
عقیدہ۔۔۔آیات:35،54،73، 86	قیادت مشرک ہے	قیادت موحد ہے۔(51)
توحید دعا۔۔۔آیات:17،20،21	جن ہستیوں سے دعا مانگی جاتی ہے، وہ مردہ ہیں، خالق نہیں ہیں۔	اللہ ہی خالق ہے، زندہ ہے، صرف اُسی سے دُعا کی جاسکتی ہے۔
اللہ اور طاغوت۔۔۔آیت:36	طاغوت کی اطاعت کرتی ہے۔	صرف اللہ کی بندگی کرتی ہے۔
عقیدۂ آخرت۔۔۔آیات:22،38، 60	قیادت منکرِ آخرت ہے۔	قیادت قائلِ آخرت ہے۔(41)
ترجیحات۔۔۔آیات: 107،109	دنیا کو آخرت پر ترجیح دیتی ہے	آخرت کو دنیا پر ترجیح دیتی ہے۔
ظالم اور مظلوم۔۔۔آیات: 42، 110	قیادت ظالم ہے۔(42)	مظلوم ہے۔مجاہد ہے۔صابر ہے۔مہاجر ہے۔
تقویٰ اور تکبر آیات:22،23،29،52،30، 31،128	قریشی قیادت متکبر ہے۔ غیر اللہ کا تقویٰ اختیار کرتی ہے۔	مسلمان قیادت متقی، محسن اور پرہیزگار ہے۔ اللہ کا تقویٰ اختیار کرتی ہے
عجلت پسندی اور صبر۔۔۔آیات: 1، 42	قیادت عجلت پسند ہے(1)	قیادت صابر و متوکل ہے۔(42)
ایفائے عہد اور عہد شکنی۔۔۔آیات: 90تا97	قیادت عہد شکن ہے۔	قیادت عہد کی پاسداری کرتی ہے۔
کفرانِ نعمت اور شکر آیات:112،114،121	مشرک قیادت ناشکری اور کفرانِ نعمت کے جرم کی مرتکب ہے	مسلم قیادت حضرت ابراہیمؑ کی طرح اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی شاکر اور قدردان ہے۔

سُورَۃُ النَّحل کا نظمِ جلی

سورۃ النحل چھ (6) پیراگرافوں پر مشتمل ہے۔

1- آیات 1 تا 21 : پہلے پیراگراف میں، ثابت کیا گیا ہے کہ خالق اور مخلوق برابر نہیں ہو سکتے ﴿توحیدِ خالقیت﴾ کی عقلی دلیلیں پیش کی گئیں۔

وحی اور رسالت کا مقصد ﴿اِنذار﴾ یعنی تنبیہ ہے، تا کہ لوگ شرک سے بچ کر توحید اختیار کر لیں (آیت 2:)

اللہ کو ﴿خالق﴾، پھر ﴿ربّ﴾، پھر ﴿الٰہ﴾ مان کر اسے حاکم بھی تسلیم کر لینا چاہیے۔

﴿مِنْ دُونِ اللّٰه﴾ چونکہ خالق نہیں، مُردہ ہیں، زندہ نہیں لاعلم ہیں، لہٰذا اِن سے دُعا مانگنا جائز نہیں۔ (آیت 21)

2- آیات 22 تا 34 : دوسرے پیراگراف میں مشرکینِ مکہ کے خلاف فردِ جرم ہے کہ وہ مشرک ہیں، متکبر ہیں، آخرت کے منکر ہیں اور آخرت کا مذاق اڑانے والے ہیں، اس کے برخلاف متقی اہلِ ایمان صحابہؓ کا کردار اور ان کے اوصافِ حمیدہ کو اجاگر کیا گیا۔

مشرکینِ مکہ منکرینِ آخرت متکبر ہیں۔ اللہ متکبرین کو پسند نہیں کرتا۔ (آیت 23:)

قرآن کو اساطیر الاولین (پرانے افسانے) کہہ کر اُڑا دیتے ہیں۔ اور دوسروں کے گناہ کا بوجھ بھی اپنے سر لیتے ہیں۔

اور عذاب کے مستحق ہیں۔ (آیت 25:) مشرک، کافر اور متکبر ہیں۔ (آیت 29:)

3- آیات 35 تا 89 : تیسرے پیراگراف میں، بتایا گیا ہے کہ ہر قوم میں رسول بھیجے جاتے ہیں اور تمام رسول ﴿اللہ کی عبادت﴾ کی دعوت دیتے ہیں اور اپنے وقت کی سرکش اور طاغوتی قوتوں سے بچنے کی ہدایت کرتے ہیں۔ (آیت 36:)

مشرکینِ مکہ کا جرم یہ ہے کہ یہ منکرینِ رسالت و آخرت ہیں۔ ان کے اعتراضات کا جواب دیا گیا (آیات 37 تا 40)

مظلوم، صابر متوکل مسلمانوں کے لیے بشارت دی گئی کہ وہ مدینہ کی طرف ہجرت کریں گے۔ (آیات 41 تا 42)

رسول اللہ ﷺ پر بشریت کے اعتراض کا جواب دیا گیا۔ (آیت 48:)

منکرینِ رسالت کو تنبیہ اور منصبِ رسالت کی وضاحت کی گئی۔ (آیات 43 تا 47)

اثباتِ توحید اور تردیدِ شرک کے دلائل۔ امکانِ آخرت کے دلائل دیے گئے۔ (آیات 48 تا 60)

مشرکینِ مکہ کے فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں قرار دینے کے عقیدے کا رد کیا گیا۔ لڑکیوں کے قتل کے جرم پر غضب کا اظہار ہوا

رسول اللہ ﷺ پر نزولِ قرآن کی حکمتوں کی وضاحت کی گئی کہ یہ ہدایت و رحمت ہے (آیات 61 تا 65)

اثباتِ توحید و آخرت اور تردیدِ شرک کے مزید دلائل دیے گئے۔ (آیات 66 تا 83)

مناظرِ قیامت سے مشرک منکرینِ آخرت کو تخویف کی گئی۔ (آیات 84 تا 89)

4- آیات 90 تا 119 : چوتھے پیراگراف میں، اللہ اور بندوں کے حقوق کے اہتمام کی ہدایت کی گئی۔

تین چیزوں کو کرنے کا حکم اور تین چیزوں سے بچنے کا حکم۔ اللہ کے بعد والدین اور رشتہ داروں کے حقوق ہیں۔

(آیت: 90)۔ ﴿عهد الله﴾ کے پاس ولحاظ کی ہدایت۔ (آیات: 91 تا 97)

ابلیس کے شر سے بچنے کا حکم۔ (آیات 98 تا 105)

رسول اللہ ﷺ پر بشریت اور افتریٰ کے الزامات کا جواب دیا گیا۔ (آیت 103)

ہجرت کرنے والے مظلوم صابر مسلمانوں کا اجر مغفرت کا وعدہ ہے۔ (آیت 110)

مظلوم مسلمانوں کو کلمۂ کفر کی رخصت، دی گئی بشرطیکہ دل میں کامل ایمان ہو اور مہاجرین کے درجات بیان کیے گئے۔

ایک خوبصورت تمثیل کے ذریعے قریش کی قیادت کو کفرانِ نعمت کی سزا سے تخویف کی گئی۔ (112 تا 113)

حلال وحرام کے احکام بتا کر ﴿توحید حاکمیت﴾ کی وضاحت کی گئی۔ (آیات 114 تا 119)

5- آیات 120 تا 124: پانچویں پیراگراف میں، سیرتِ ابراہیمؑ سے توحید اور شکر پر استدلال کیا گیا ہے۔

قریشِ مکہ کو اپنے جدِ امجد حضرت ابراہیمؑ کی طرح، کفرانِ نعمت سے بچ کر، موحد اور شکر گذار بننے کی ہدایت دی گئی۔

6- آیات 125 تا 128: چھٹے اور آخری پیراگراف میں، دعوت کے آداب بیان کیے گئے۔

(a) دعوت اللہ کے راستے کی ہو۔ ﴿سَبِيلِ رَبِّكَ﴾

(b) دعوت حکمت کے ساتھ ہو۔ ﴿بِالْحِكْمَةِ﴾

(c) دعوت موعظت حسنہ کے ساتھ ہو۔ ﴿وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ﴾

(d) دعوت جدال حسن کے ساتھ ہو۔ ﴿وَجَادِلْهُم بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ﴾

(e) شر کا جواب بھی دیا جا سکتا ہے۔ ﴿فَعَاقِبُوا مَا عُوقِبْتُم بِهِ﴾

(f) صبر واستقامت کا حکم دیا گیا ہے۔ ﴿وَاصْبِرْ﴾

(g) مکر اور سازشوں سے آزردہ نہ ہونے کی ہدایت دی گئی۔ ﴿وَلَا تَحْزَنْ﴾

(h) تقویٰ سے اللہ کی معیت حاصل ہوتی ہے۔

(i) احسان سے اللہ کی معیت حاصل ہوتی ہے۔

مرکزی مضمون

خالق اور مخلوق ﴿اللّٰہ﴾ اور ﴿مِن دُونِ اللّٰہ﴾ برابر نہیں ہو سکتے۔ منکرینِ توحید و رسالت و آخرت سے مجادلہ کرتے ہوئے، اللہ کی نعمتوں کے احساس کی روشنی میں، انہیں طاغوت سے بچ کر ﴿اللّٰہ﴾ کو پہلے خالق، پھر ربّ، پھر الٰہ اور حاکم و آمر ماننے اور آخرت پر یقین لانے کی دعوت دی گئی۔ مسلمانوں کو صبر، تقویٰ، حکمت اور احسان کے ساتھ دعوت و تبلیغ جاری رکھنے کی ہدایت کی گئی۔